چاند میرے آنگن کا

KitabPK.Com

ندا فاطمہ

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

KitabPK.Com

چاند میرے آنگن کا

ندا فاطمہ

KitabPK.Com

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

چاند میرے آنگن کا

آج آفس سے گھر واپسی پر غیر معمولی سناٹے نے میرا استقبال کیا۔ویسے تو روز ہی گھر میں خاموشی کا راج ہوتا تھا لیکن آج تینوں آپاؤں کی موجودگی میں یہ خاموشی مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال رہی تھی۔تینوں آپا اور ان کے نصف درجن بچے جب بھی اپنے ننھیال آتے تھے ہمارے گھر کا چین و سکون ناپید ہوجاتا لیکن آج تو سارا منظر ہی بدلا ہوا تھا۔بچوں کی فوج بھی کہیں نہیں نظر آرہی تھی۔ورنہ وہ تو ہمیشہ مجھے دیکھتے ہی ماموں ماموں کی گردان کرتے کچھ میرے بازوؤں کچھ ٹانگوں سے چمٹ جاتے۔حیرت و مسرت کے اسی عالم میں انہیں متوجہ کرنے کی غرض سے میں نے سب کو مشترکہ سلام کیا لیکن وہ تینوں اور اس گھر کی حاکم اعلیٰ یعنی میری اماں نجانے آپس میں سر جوڑے

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ایسی کون سی منصوبہ بندی میں مصروف تھیں کہ انہیں میرے آنے کی مطلق خبر نہ ہوئی۔

مجھے کچھ تشویش ان کے اس درجہ باہمی سلوک پر بھی لاحق ہوئی کہ آخر ایسا کون سا موضوع زیر بحث ہے جس نے انہیں ارد گرد سے غافل کردیا تھا۔ورنہ تو تینوں آپاؤں کا کسی ایک بات پر متفق ہوجانا بہت کم ہی دیکھنے میں آتا تھا۔خیر وہ کہتے ہیں نا کہ ساجھے کی ہنڈیاں بیچ چوراہے پھوٹتی ہے کے مصداق بہت جلد مجھے پتا چل ہی جانا تھا کہ وہ کیا کھچڑی پکا رہی ہیں۔عموماً کسی اہم معاملے کو لے کر ہی یہ کابینہ تشکیل پاتی تھی اور یوں پر امن مذاکرات ہوتے تھے انہی سوچوں میں غلطاں میں اپنے کمرے کی طرف پیش قدمی کرنے ہی لگا تھا کہ اماں کی گرجدار آواز میرے قدموں کی زنجیر ثابت ہوئی۔

”ارے نا سلام نا دعا‘ بہنیں اتنی دور سے بھائی کی خاطر آئی بیٹھی ہیں اور نواب صاحب کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔منہ اٹھائے کمرے میں گھسے جا رہے ہیں۔“ اماں نے نظر پڑتے ہی مجھ پر گولہ باری شروع کردی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”کیا تھا میں نے آپ سب کو سلام لیکن آپ سب اپنی خفیہ میٹنگ میں اس درجہ مشغول تھے کہ مجھ نا چیز پر ایک نظر تک نہ ڈالی۔“ اماں کی بدگمانی پر میں نے بھی خاصا چڑ کر جواب دیا۔شکوے کے ساتھ ہی میں نے تینوں آپاؤں سے بھی ان کا حال احوال دریافت کیا۔

”آپا سب بچے کیسے ہیں؟ وہ آئے نہیں کیا؟“ جواب کا منتظر میں ان کے نا آنے کا دلی متمنی تھا۔

”ارے ہاں تمہارے کہنے پر یاد آیا کہ وہ سب ہیں کہاں اس وقت؟“ میرے یاد دلانے پر انہیں اپنے شریروں کا خیال آیا اور میں اپنی آپاؤں کی بے خبری پر کفِ افسوس مل کر رہ گیا خیر جس کی اولادیں ہیں جب انہیں ہی پروا نہیں تو میں کیوں فکر میں گھلتا رہوں۔یہی سوچتے میں اپنے کمرے میں آرام کی خاطر چلا آیا۔

مگر کمرے کی ابتر حالت دیکھ کر میں خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔بچوں نے پورے کمرے میں عجیب دھما چوکڑی مچا رکھی تھی۔میں نے ان بچوں پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالی۔

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”بھائی کھانا کھا لیں میں اتنی دیر میں آپ کا کمرا سیٹ کردیتی ہوں۔“ علیزہ میری چھوٹی بہن نے آکر کہا تو میں بوجھل قدموں کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل تک چلا آیا اور چند لقمے زہر مار کر کے گھر سے باہر نکل گیا۔

...☆☆☆...

میں شہریار حسین ولد عظمت حسین اپنے گھر کا اکلوتا چشم و چراغ تھا جو تین آپاؤں کی آمد اور اماں ابا کی لاکھوں دعاؤں کے بعد اس دنیا میں جلوہ افروز ہوا تھا۔ میرے بعد علیزہ تھی جو اس گھر کی آخری اولاد ثابت ہوئی اور اپنی یہ بہن مجھے سب سے عزیز تھی۔ گھر کی واحد اولاد نرینہ ہونے کی حیثیت سے مجھے انوکھا لاڈلا ماں باپ کی آنکھ کا تارا' راج دلارا' سارے جہاں سے پیارا ہونا چاہیے تھا لیکن صد افسوس حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہ تھا اماں ابا صرف میرے دنیا میں آنے تک ہی میرے متمنی تھے ورنہ اب تو صورت حال بالکل بر عکس تھی۔ میرے مقابل تینوں آپا نا صرف اماں کی منظورِ نظر تھیں بلکہ ابا کی بھی ہر دلعزیز تھیں۔ اگر چہ اماں ابا مجھے بھی اپنی محبت سے نوازتے تھے لیکن

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اس محبت میں وہ والہانہ پن وہ شدت جذبات مفقود نظر آتی جس کا میں شروع سے خواہاں تھا۔

ہمارے خاندان میں بھی تایا اور چچاؤں کے ہاں اولاد نرینہ خصوصی رعایت کی مستحق تھی لیکن یہاں تو اندھیر نگری چوپٹ راج والی مثال تھی۔ اکلوتا ہونے کی حیثیت سے میں خود بخود سب کی مخصوص توجہ و پیار کا مستحق خود کو سمجھتا تھا لیکن وہ میرے حصے میں کبھی نہ آیا۔ اماں نے تو اولاد کے معاملے میں اور بالخصوص میرے لیے یہ شعار اپنایا ہوا تھا ”کھلاؤ سونے کا نوالہ اور رکھو شیر کی نگاہ“ اور مجھ پر اماں کی شیرنی جیسی تیز نگاہیں ہمیشہ ہی مرکوز تھیں۔ میری بہت سی ضدیں اور فرمائشیں ابا تو پوری کر بھی دیتے تھے لیکن اماں تو اس معاملے میں بالکل ابا کے برعکس تھیں۔ اماں کے میرے متعلق نجانے کون کون سے خدشات و خطرات تھے جن کے پیش نظر وہ اکثر ایسے فرمودات جاری کیے رکھتیں۔

”ارے ایک ہی اولاد ہے اس کے یوں چاؤ چونچلے اٹھا کر بگاڑ مت دینا۔ اگر اسی طرح برخوردار کی ناز برداریاں کرتے رہے تو اپنے ساتھ ساتھ میرا بھی

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

بڑھاپا خراب کردوگے۔" اسی بناء پر میں اماں سے ایک خاص فاصلے پر اور ابا سے کسی حد تک نزدیک ہوتا گیا۔تینوں آپا بھی اماں کی شہہ پر مجھ غریب پر خاصا رعب جماتی اور میں چوں چراں تک نہ کرسکتا تھا۔میں اپنی بات کی صداقت کے لیے عملی مثال پیش کرتا ہوں کیونکہ آپ بھی تو صنف نازک ہیں اپنی ہمجولیوں کے خلاف میری بات پر کیسے یقین کرلیں گی۔

مجھے آج بھی اپنے اسکول و کالج کا وہ زمانہ اچھی طرح یاد ہے جب اماں سمیت تینوں آپا بھی مجھے اپنا ہر کارہ اور قاصد بنائے رکھتی تھیں۔

"کھانا کھا کر مجھے سبزی اور گوشت لادینا شیری رات کے لیے کھانا بھی تیار کرنا ہے۔" میں جو کالج سے واپسی پر تھکا ہارا گھر لوٹتا تھا آتے ہی اماں حکم صادر کردیتی اور میں گھر کا واحد سپوت اماں کے حکم کو بھلا کیسے ٹال سکتا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"جی اماں ابھی کھانا کھا لوں پھر لا دیتا ہوں۔" میرا دل لاکھ نہ چاہتا لیکن اماں کے حکم پر انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔وہاں سے تھکا ہارا لوٹا اور آرام کی غرض سے ابھی لیٹ بھی نہ پایا تھا کہ بڑی آپا سر پر سوار ہوجاتیں اور اپنا کام میرے سر پر لاد دیتیں۔

"ارے شیری بہت آرام طلب ہوتے جا رہے ہو۔ذرا میری دوست نبیلہ کے پاس جاؤ اور نوٹس لے آؤ آج میں کالج نہیں جا سکی نا وہ تمہیں دے دے گی۔" آپا حکم سنانے کے ساتھ ساتھ میری آرام طلبی پر چوٹ کرتیں جلدی اور فوراً کا کہہ کر رخصت ہو گئیں۔جبکہ میں برے برے منہ بناتا گھر آنے پر خود کو کوستا ان کے حکم کی تعمیل میں لگ جاتا۔بڑی آپا کو دیکھ کر منجھلی آپا کیونکر پیچھے رہتیں وہ بھی میری واپسی پر اپنے کاموں کی طویل لسٹ میرے لیے تیار رکھتیں۔

"مجھے بیکری سے نمکو اور بسکٹ لادو میری کچھ دوستیں کافی دنوں بعد گھر آرہی ہیں۔" اور میں جو انہیں ٹالنے کی غرض سے کوئی معقول بہانہ سوچنے ہی والا تھا کہ فوراً ہی اماں کی تڑی بھی لگا دیتیں۔

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”تم جا رہے ہو کہ میں اماں سے کہوں‘ کوئی کام کرتے تو جان جاتی ہے تمہاری۔“ ان کے نادر اقوال سن کر مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق میں بھری دوپہر میں آپا کی سہیلیوں کی تواضع کا سامان لینے کے لیے نکلنے ہی لگا تھا کہ آپا کی آواز سنائی دیتی۔

”اور ہاں ساتھ میں کولڈ ڈرنکس بھی لیتے آنا ٹھنڈی ہو‘ اچھا۔“ آپا کی یہ بہت خراب عادت تھی ہمیشہ پیچھے سے آواز دے کر کچھ نہ کچھ ضرور یاد دلاتی تھیں۔ میں منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا چپ چاپ چل پڑتا۔رہ گئیں چھوٹی آپا تو وہ صرف نام کی چھوٹی تھیں ورنہ وہ زچ کرنے میں سب سے آگے تھیں۔ان کے اپنے ہی مشاغل و مصروفیات تھیں جن میں وہ مجھے بھی گھسیٹتی رہتیں۔سارا ٹائم خود تو رسالے چاٹتی رہتیں اور مصیبت میرے سر پر کھڑی رکھتیں۔

”شیری یہ رسالے واپس کروا آؤ اور ان کی جگہ دوسرے لیتے آنا اور ہاں ذرا دیکھ کر لیا کرو ٹائٹل بھی درست حالت میں ہو اور آخری صفحہ بھی۔آخر میں ہی تو بیوٹی گائیڈ ہوتا ہے۔وہی تو میں شوق سے پڑھتی ہوں۔“ آپا مکمل تفصیل میرے گوش گزار کرتیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

رسالوں میں خوب صورتی اور حسن کو دو آتشہ کرنے کے جتنے بھی ٹوٹکے درج ہوتے آپا ضرور انہیں آزماتیں لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔لیکن سلام ہے ان کی مستقل مزاجی پر کہ وہ کبھی مایوس نہ ہوتیں۔حالانکہ ان کا رنگ اب بھی ویسا ہی سانولا تھا۔انہی سب باتوں نے میرے طبیعت میں عجیب چڑچڑا پن اور بیزاریت پیدا کردی تھی اور میرا زندگی کے بارے میں نقطہ نظر کافی حد تک بدل چکا تھا یہ تو تھی تینوں آپا کی مجھ نا چیز پر نوازشات اور مائل بہ کرم ہونے کی داستان۔اس زندان میں میرے لیے ایک ہی روزن ابا اور علیزہ کی صورت میں تھا۔علیزہ چھوٹی ہونے کے باوجود نا صرف میرا خیال رکھتی بلکہ اس نے کبھی بے جا ضدیں اور فضول فرمائشیں کر کے مجھے تنگ بھی نہیں کیا تھا۔اسے میری پسند ناپسند سب ازبر تھی اور یہی وجہ تھی کہ عمروں میں خاصا فرق ہونے کے باوجود نہ صرف اس کے ساتھ کھیلتا بلکہ اس کے کہنے کے مطابق کبھی اس کی مس بنتا اور کبھی گڑیا والے کھیل میں بھی شریک ہوجاتا۔

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”اماں شیری کو تو دیکھو کیسے علیزہ کے ساتھ بچہ بنا رہتا ہے اس کے ساتھ نا صرف گڑیا کی شادی والا کھیلتا ہے بلکہ خود بھی مس بن کر اس کی ہر بات مانتا ہے۔“ بڑی آپا کو میری یہ خوشی بھی برداشت نہ ہوتی نتیجتاً فوراً ہی اماں سے میری شکایت کرتیں۔

”ارے تو کوئی بات نہیں اب ظاہر ہے علیزہ کو یہی کھیل پسند ہیں تو وہ اس کے ساتھ یہی کھیلے گا نا۔“ اماں آپاؤں کی بات کو چنداں اہمیت نہ دیتیں اور میں اس کی وجہ بھی بخوبی سمجھتا تھا۔اماں میرے باہر نکل کر کھیلنے یا دوستوں میں زیادہ اٹھنے بیٹھنے کو نا پسند کرتی تھیں اسی لیے مجھے یہاں رعایت مل جاتی تھی۔

آپاؤں کی سب دوستوں کو گھر آنے کی اجازت تھی اور نا صرف وہ سب کی سب بہت دھڑلے سے ہمارے گھر آتیں بلکہ اکثر اوقات مختلف کھانے پکتے، دعوتیں ہوتیں اور میں یہ سب دیکھ کر کلس کر رہ جاتا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”اماں اگر آپ کی دوستیں گھر آتی ہیں تو کبھی کبھار میں اپنے دوستوں کو گھر بلا لیا کروں؟“ میں نجانے کن جذبات میں بہہ کر اپنے دلی خیالات و خواہشات کا اظہار اماں سے کر بیٹھا۔

”ارے ذرا بھی شرم نہیں تجھے، بے ادب، بے عقل کہیں کا، جوان بہنوں کے گھر میں اپنے ان مسٹنڈے دوستوں کو بلائے گا۔سارا دن باہر ان کے ساتھ بیٹھ کر دل نہیں بھرتا جو اب وہ نالائق و نافرمان و ناہنجار گھر بھی آئیں گے۔“ اماں نے میری ذرا سی بات پر خوب لتے لیے لیکن اس پر بھی ان کا غصہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

”آیا بڑا بہنوں کا مقابلہ کرنے والا۔ان کی سہیلیاں تو اس لیے آجاتی ہیں کہ میری بچیاں کہیں گھر سے باہر قدم نہیں نکالتیں۔اس لیے ان تینوں کے معاملے میں خود میں نے چھوٹ دے رکھی ہے لیکن تیرے پیروں میں تو مہندی نہیں لگی نا مل لیا کر باہر ہی ان سے اور خبردار جو آئندہ مجھ سے اس قسم کی بے ہودہ بات کی۔“ اماں نے میری طبیعت کچھ زیادہ ہی اچھے سے صاف کردی تھی جس کی بناء پر میں نے بھی اس معاملے پر خاموشی اختیار

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کرلی۔تینوں آپاؤں کو لے کر اماں کی انہی باتوں سے میرے دل میں پرخاش بڑھتی

گئی۔ابا اگر چہ وقت و حالات کے تقاضوں کو سمجھتے مجھے تحمل مزاجی سے سمجھا دیتے اور کسی حد تک نظر انداز بھی کردیتے لیکن اماں کے سامنے تو ابا بھی گڑ بڑا جاتے اور خاموشی میں ہی فرار کی راہ تلاش کرتے۔

گھر کے حالات اسی نہج پر چل رہے تھے کبھی میں ان سب سے ناراض تو کبھی وہ سب کے سب مجھ سے نالاں و بدگمان انہیں تلخیوں اور موج مستی کے دوران میری پڑھائی بھی جاری تھی اور میں نے ہمیشہ کی طرح کالج میں بھی اپنا تعلیمی ریکارڈ نا صرف بہتر بنایا بلکہ اچھے طالب علموں میں میرا شمار ہوتا تھا لیکن یہاں بھی سارا کریڈٹ آپاؤں کے لیے حصے میں آتا۔فرسٹ ایئر میں

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

میرے لیے مضامین کا انتخاب بھی تینوں آپاؤں نے مل کر کیا اور مجھے زبردستی ان کے احکامات کی تعمیل میں سر تسلیم خم کرنا پڑا بہرحال یونہی ان کی روک ٹوک اور پابندیوں کے ساتھ میرا تعلیمی سفر آگے کی جانب گامزن تھا۔اسی دوران اماں نے بڑی آپا اور منجھلی آپا کا رشتہ طے کردیا اور جلد ہی وہ پیا دیس سدھار گئیں۔اسی دوران میں ایم بی اے کر چکا تھا اور کسی اچھی جاب کی تلاش میں تھا۔سال ڈیڑھ سال کے عرصے میں ہی اماں کو تیسری آپا کے لیے ایک رشتہ پسند آگیا اور اسی دوران مجھے بھی ملٹی نیشنل کمپنی میں اچھی پوسٹ پر جاب مل گئی۔میری جاب اور ابا کی تنخواہ سے گھر کے حالات بھی پہلے سے کافی بدل گئے تھے علیزہ اور چھوٹی آپا ہی اب سارے گھر کی ذمہ دار تھیں۔اماں تو صرف آرام سے بیٹھ کر حکم چلاتی تھیں۔چھوٹی آپا کی متوقع سسرال جلدی تاریخ رکھنا چاہ رہے تھے اور ہماری طرف بھی اب تیاری مکمل تھی لہٰذا جلد ہی چھوٹی آپا بھی پیا دیس سدھار گئیں۔

تینوں آپاؤں کی رخصتی کے بعد گھر میں اچانک ہی سناٹے در آئے۔میں جو ہمیشہ سکون اور عافیت کا متلاشی تھا اب اس تنہائی سے بھی گھبرانے لگا۔گھر

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

میں اچھی خاصی گنجائش ہوگئی تھی علیزہ نے گھر کو اپنے طریقے سے سجایا تھا۔ میرے کمرے کی بھی نئے سرے سے تزئین و آرائش کی گئی اور رفتہ رفتہ ہم سب اس ماحول کے عادی ہوگئے۔اس پرسکون ماحول میں ارتعاش تب پیدا ہوتا جب تینوں آپا اپنے نصف درجن بچوں کے ساتھ رونق افروز ہوتیں۔ آپاؤں کے آج بھی وہی معمول تھے بلکہ اب تو مجھے اور علیزہ کو ان کے بچوں کو بھی برداشت کرنا پڑتا تھا اور اگر غلطی سے کسی غلطی پر بچے کو ڈانٹ دو تو بچے سے زیادہ ہماری آپا برا مان جاتی تھیں اور ایک واویلا شروع ہوجاتا۔

”اماں دیکھ رہی ہیں آپ شیری کیسے ہمارے بچوں کو ڈانٹ دیتا ہے۔ذرا بھی لحاظ نہیں کرتا جیسے ان بے چاروں کا کوئی حق ہی نہیں۔ارے مہینے میں ایک آدھ مرتبہ ہی تو آتے ہیں ہم سب وہ بھی براشت نہیں ہوتا اور پھر ایک ہی ماموں ہے ان بے چاروں کا اس سے بھی ضد نہ کریں تو کس سے کریں۔“ آپاؤں کے دھوئیں دار بیانات کے ساتھ اشک فشانی بھی جاری رہتی نتیجتاً اماں کے آنکھیں دکھانے پر مجھے اس نصف درجن فوج کو لے کر باہر گھمانے کی

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

غرض سے جانا ہی پڑتا کہ ان کی ماؤں کے منہ درست ہوسکیں جو میری وجہ سے بگڑے تھے۔

بچوں کی اس بگڑی فوج کو میں اماں کے کہنے پر باہر لے تو آیا تھا مگر اب انہیں کنٹرول کرنے میں ناکام ہی تھا۔میں اپنے مظلوم بہنوئیوں کی حالت زار پر افسوس کرتا قریبی بینچ پر بیٹھ گیا۔میری ہمدردیاں حتی الامکان ان کے ہی ساتھ تھیں جو نجانے کیسے اپنے بچوں کو سنبھالتے ہوں گے جبکہ ان کی مائیں تو اپنے لاڈلوں پر ذرا سی آنکھ اٹھانے پر بھی طوفان کھڑا کردیتی ہیں۔ان پر افسوس کرہی رہا تھا کہ دوسری سوچ نے آگھیرا آخر اچانک اماں اور تینوں آپاؤں کی اس خفیہ میٹنگ کے پیچھے کیا راز کار فرما ہوسکتا ہے۔بہرحال علیزہ سے سن گن مل سکتی تھی۔میری سوچوں کا ارتکاز مجھ سے کچھ دور بیٹھے آدمی کی چیخ و پکار پر ٹوٹا۔

”نجانے کیسے کیسے لوگ آجاتے ہیں بچوں کو ذرا بھی تمیز و تہذیب نہیں اور پھر خود انہیں شتر بے مہار چھوڑ کر بے خبر ہوجاتے ہیں۔“ میں نے آواز کی سمت نگاہ دوڑائی تو میرے ہی بھانجے کو سامنے کھڑا کیے نہایت غصے سے

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ڈانٹ رہا تھا۔بچوں میں شاید لڑائی ہو گئی تھی۔میں نے پاس جا کر دیکھا تو ان صاحب کے بچے کے پاؤں پر گہری چوٹ تھی اور میری سمجھ میں فوراً سارا معاملہ آگیا۔

...☆☆☆...

"شیری اگر تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے تو ابھی بتا دو پھر بعد میں مت کہنا کہ اماں نے میری مرضی تو پوچھی تک نہیں اور اپنی من مانی کرڈالی۔" کھانے سے فارغ ہو کر میں میز سے اٹھنے ہی والا تھا کہ تینوں آپائیں اور اماں اس نئے موضوع کو لے بیٹھیں اور میں بھی فوراً ان کی اس اچانک آمد اور کل کی ہونے والی میٹنگ سے واقف ہو گیا کہ یہی اصل بات تھی۔

"میں اور کوئی لڑکی...!" صرف اتنا ہی بے ربط جملہ میرے منہ سے نکل پایا۔ بڑی آپا کے اس اچانک سوال نے مجھے بوکھلا کر رکھ دیا۔میں شہریار حسین جو زندگی کے کسی چھوٹے سے معاملے میں بھی اپنی من مانی نہیں کر پایا تھا اب اس کھلی آزادی پر ہکا بکا تھا۔کالج کے مضامین سے لے کر ایم بی اے کرنے تک کا فیصلہ آپا اور اماں کی ملی جلی مشاورت سے ہی طے پایا تھا۔میرے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کپڑے اور جوتوں کے انتخاب میں بھی اماں کی پسند اور مرضی کا عمل دخل ہوتا تھا پھر اب یہ چھوٹ کس لیے۔اماں کے سامنے میرے تو پسینے چھوٹ رہے تھے۔شاید میری جگہ کوئی لڑکی ہوتی تو وہ بھی اس موقع کا فائدہ اٹھاتے کھلے عام اظہار کر ڈالتی لیکن میں صم بکم کی عملی تفسیر ہی پیش کرتا رہا۔

"بھئی اگر خاندان میں یا خاندان سے باہر تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے تو بتا دو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا اب اتنا کیوں سوچ رہے ہو؟" آپا شاید میری خاموشی بھانپ گئی تھیں۔تبھی مجھے ہمت دلاتے دوبارہ گویا ہوئیں۔

"خاندان کی کسی لڑکی کو کبھی اس نظر سے دیکھنے ہی کب دیا ہے ہمیشہ نگاہیں نیچی رکھنے اور بہن بہناپے کا رشتہ استوار کیا ہے اماں نے۔" میں جو اتنی دیر سے خاموش تھا نا

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

چاہتے ہوئے بولا بھی تو کیا۔گویا اماں کے غیض و غضب کو ہی آواز دے ڈالی۔

"لو سنو اس کی باتیں۔ارے نالائق' نا فرمان' ناخلف کیا شروع سے ہی کہہ دیتے کہ جاؤ میاں شتر بے مہار بن جاؤ جسے چاہے اپنے لیے پسند کرو جس کو چاہو تاڑتے پھرو۔" اماں کی برداشت جواب دے گئی تھی لہٰذا وہ سیخ پا ہو رہی تھیں۔اماں کی اس بات پر میں بھی کھسیا گیا۔

"اب میرا مطلب یہ بھی نہیں تھا۔" میں نے منمناتے ہوئے وضاحت پیش کی۔ لیکن نقار خانے میں طوطی کی آواز بھلا کون سنتا ہے میرا مطلب ہے طوطے کی!

"ایک بات غور سے سن لو تمہارے ددھیال میں تو میں ویسے بھی تمہارا رشتہ نہیں کروں گی۔اللہ بچائے تمہاری پھپیوں سے میں نے بھگت لی اپنی سسرال بہت ہے اب ان کو تمہاری سسرال تو کبھی نہیں بننے دوں گی۔" اماں نے مزید انکشاف کرتے مجھے اصل حقیقت سے آگاہ کیا۔ددھیال کو تو خیر سے اماں حرف غلط کی طرح مٹا چکی تھیں۔ننھیال میں کافی دور تک میں نے سب کے شجرہ نسب کھنگال ڈالے لیکن کوئی میرا ہم جوڑ نہ تھا۔اب صرف

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ایک ہی حل تھا کہ باہر بر تلاش کیا جائے۔اس مشکل کو بھی اماں نے ہی حل کیا۔

"ہم چاہ رہے ہیں کہ باہر ہی تمہارا رشتہ طے کردیں۔خاندان میں تو ویسے بھی فریقین ایک دوسرے کے رازوں سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور ذرا سی بات پر اگلے پچھلے عقدے کھل جاتے ہیں۔لہٰذا یہی بہتر ہے کہ خاندان سے باہر بات چلائی جائے۔" اماں کے قائم کردہ اپنے ہی مفروضات تھے جن سے انکار کی گنجائش کسی میں نہ تھی۔میں چپ چاپ اپنی سوچوں کے گھوڑے دوڑاتا رہا۔

"ارے اب کچھ بولو بھی کیا گونگے کا گڑ کھا کر بیٹھے ہو۔" مجھے اس طرح گہرے مراقبے میں دیکھ کر اماں کا ضبط جواب دے گیا۔

"اری نیک بخت کیا کرتی ہو' آرام سے بات کرو تم اس کی مرضی دریافت کر رہی ہو کہ اس کے لتے لے رہی ہو۔" ہمیشہ کی طرح ابا نے مصالحت کی راہ نکالی وہ غالباً نماز پڑھ کر آئے تھے اور ہماری گفتگو بھی سن چکے تھے ابا کو دیکھ کر میرے دل ناتواں کو کچھ ڈھارس ملی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”ارے مجھے پہلے ہی پتا تھا میرا بچہ بہت سیدھا سادا اور اللہ میاں کی گائے ہے میں جس کھونٹے سے باندھ دوں گی چپ چاپ بندھ جائے گا اف تک نہ کرے گا۔یہ تو تمہارے ابا اور بہنوں کی ہی فرمائش تھی تمہاری پسند جاننے کی ورنہ اپنے بچے کو تو میں بہت اچھے سے جانتی ہوں۔“ اماں نے میرے بارے میں اپنے منہ سے کچھ تعریفی کلمات ادا بھی کیے تو اس انداز میں کہ بجائے خوش ہونے کے اماں کے اس بے جا محاورے پر میں کلس کر رہ گیا جبکہ آپاؤں سمیت ابا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ رقصاں تھیں۔

”وہ دراصل لڑکی تو ہے مجھے پسند‘ میں آپ لوگوں...!“ ابا کو جاتے دیکھ کر میری بھی رگ ظرافت پھڑک اٹھی اور اماں تو یہ ادھوری بات سن کر ہی آگ بگولہ ہو گئیں۔اماں کی شیرنی جیسی نظروں نے ایسے میرا تعاقب کیا گویا کچا ہی چبا جائیں گی۔

”تو جب سے گھنے میسنے بنے کیوں بیٹھے ہو خوامخواہ اتنا وقت ضائع کروایا اب منہ سے پھوٹ بھی ڈالو کہ وہ کون ہے۔“ اماں نے تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے کہا۔اور میری اماں کے اس سلگتے انداز اور مجھ پر اعتماد نے مجھے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

بہت کچھ باور کروا دیا میں نے آگے بڑھ کر اماں کے گرد میں اپنے بازو حمائل کر دیے۔

”ارے میری بھولی اماں مجھے اپنے لیے وہی لڑکی پسند ہو گی جسے آپ میرے لیے پسند کریں گی۔ بچپن سے آج تک آپ ہی کی پسند میرے لیے بہترین رہی ہے اور آپ کے تمام فیصلوں پر عمل کر کے ہی میں ایک کامیاب انسان بنا ہوں۔تو پھر آج اتنے اہم معاملے میں یہ ذمہ داری آپ میرے ناتواں کندھوں پر کیوں ڈال رہی ہیں۔آپ کا انتخاب ہی میری اولین پسند ہو گا۔“ میں وفور جذبات میں شاید کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا۔جس پر اماں کی آنکھیں بھیگ گئیں میں تو ایک دم بوکھلا گیا۔

”کیا ہوا اماں کچھ غلط کہہ دیا میں نے؟“ معصومیت کی انتہا کرتے میں نے اماں سے ایک نیا سوال کر ڈالا۔

”نہیں میرے بچے میں تو بہت خوش ہوں میرا بیٹا بہت فرمانبردار اور سعادت مند ہے آج کل کی تو لڑکیاں بھی اتنی فرمانبردار نہیں ہوتیں۔اماں کے اس کھلے اظہار پر میں نہال ہو گیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

...☆☆☆...

”ماشاء اللہ سے لڑکی کیا ہے چاند کا ٹکڑا ہے اور پھر بلقیس نے ایسی تربیت کی ہے کہ سب گنوں پوری ہے ہماری شہوار، خوب صورتی، خوب سیرت میں اپنی مثال آپ۔

تینوں آپاؤں اور اماں جب سے شہوار نامی اس لڑکی کے گھر سے آئی تھیں ان محترمہ کی تعریف میں رطب اللسان تھیں۔شہوار اور بلقیس آپا اماں کے دور پرے کی جاننے والی تھیں۔یہ سب معلومات بھی علیزہ کے توسط سے مجھ تک پہنچی تھیں۔ان کی یہ تعریفیں شاید مجھے سنانے کے لیے ہی تھیں۔

”چاند کا ٹکڑا والی مثال سن کر بے ساختہ مسکراہٹ میرے لبوں تک آگئی۔ اماں کو ابھی اپنی ہونے والی بہو چاند کا ٹکڑا دکھائی دے رہی تھی اور میں ایسی نادر اور اچھوتی تشبیہات سن کر حیران ہو رہا تھا کہ شروع میں تو سب کو چاند کا ٹکڑا ہی لگتی ہے پھر یہی چاند کا ٹکڑا جب آپ کے جگر کے ٹکڑے کر ڈالتا ہے تو اسی چاند کو گرہن لگ جاتا ہے۔اماں کی ان بے سرو پا باتوں پر

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

میری سوچ کے گھوڑے کہیں اور ہی محو پرواز تھے جب ہی منجھلی آپا کی آواز سنائی دی۔

”اماں ہمارے سامنے سارے لوازمات گھر کے بنے ہوئے ہی رکھے تھے ان لوگوں نے کوئی ایک چیز بھی باہر سے نہیں منگوائی اور گھر کے قرینے و سلیقے سے بخوبی ظاہر ہو رہا تھا کہ ما شاء اللہ بہت سلیقے والے اور ہنر مند لوگ ہیں۔“

باقی دونوں آپاؤں کے بھی کچھ ایسے ہی نادر خیالات تھے اور وہ بھی ان محترمہ کے بہت سے نادیدہ اوصاف گنوا رہی تھیں۔

”سب سے بڑی بات یہ کہ فیملی بھی مختصر ہے۔دو بہنیں دو بھائی اور پھر سب شادی شدہ ہیں ماشاء اللہ سے اب چھوٹی والی بھی ہمارے گھر کی رونق بن جائے گی۔“ چھوٹی آپا بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنے میں کیوں پیچھے رہتیں۔

اماں کی اس خالص زنانہ گفتگو سے بھرپور محفل سے جلد ہی میرا دل اکتا گیا تو میں کچن کی طرف چلا آیا وہاں علیزہ پہلے سے موجود تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"علیزہ گڑیا ایک کپ چائے تو بنا دو اگر فارغ ہو تو۔" میں اسے کہہ کر پلٹنے ہی لگا تھا کہ اس کی تفکر سے بھرپور آواز سنائی دی۔

"بھیا' کیا سر میں درد ہو رہا ہے؟"

"ہاں بھئی تمہاری اس ہونے والی بھابی کی تعریفوں نے تو کان پکا ڈالے سر میں درد شروع ہو گیا ہے۔" میں نے قدرے ناگواری سے کہا۔

"رہنے دیں بھیا' اندر سے لڈو پھوٹ رہے ہوں گے اور اوپر سے خفا ہو رہے ہیں۔" گڑیا کے لہجے میں واضح شرارت تھی۔میں اس کے انداز پر خود بھی مسکراتا کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

اماں اور آپا کی باتوں سے میں اتفاق کرتا کہ نہ کرتا دل خود بخود ہی اقرار کر بیٹھا اور اس کی ایک وجہ علیزہ کا بھی یہی کہنا تھا کہ "ہاں بھائی شہوار بھابی واقعی میں بہت خوب صورت اور فرمانبردار ہیں آپ کی اور ان کی جوڑی بہت جچے گی۔"

ہر وقت ایک ہی نام کی تکرار سن سن کر' ہر کسی کی زبان پر اپنا اور اس کا نام ساتھ ساتھ سن کر میرے خوابوں خیالوں میں بھی وہ پری پیکر اپنا تسلط

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

جمانے لگی۔روز رات کو لیٹتا تو میری سوچ اور خیالوں کے مطابق ایک چاند چہرہ آنکھوں میں اتر آتا اور اب تو میں بھی اسے دیکھنے کا آرزو مند ہو گیا۔ تجسس کا مادہ تو ہر انسان کی فطرت کا خاصہ ہے اماں بہنوں کی ہر وقت کی راگنی اور اس کے نام کے قصیدوں نے میرے اس شوق تجسس کو بھڑکا دیا تھا اگر چہ فی الحال صبر کے کوئی سبیل نہ تھی۔میں اپنے صبر کو شہوار کے فراق میں آزماتا رہا اور مجھ جیسے خشک مزاج بندے کو بھی ان محترمہ نے اچھا خاصا رومینٹک مزاج بنا ڈالا تھا۔

اماں اور آپا شادی کی تیاریوں کے سلسلے میں مصروف ہو گئی تھیں ہر دوسرے دن بازاروں کے چکر لگتے اور وہ لوگ ڈھیروں شاپنگ کے بعد لوٹتے۔اس دن بھی وہ سب ایسے ہی کسی معرکے کو سر انجام دینے کی غرض سے نکلے تھے میں گھر میں تنہا بور ہو رہا تھا جب ہی فون کی بیل پر قدرے بے دلی سے مجھے اٹھنا ہی پڑا۔

"ہیلو۔" میں نے بے زاریت کے عالم میں لٹھ مار انداز میں کہا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"بیٹا میں بلقیس بات کر رہی ہوں۔رخسانہ سے بات کرنا تھی۔" دوسری طرف بلقیس آپا نے تفصیلاً اپنے تعارف کے ساتھ ساتھ اپنا فون کرنے کا مقصد بھی واضح کیا۔

"دراصل اماں تو کسی کام سے باہر گئی ہوئی ہیں وہ آتی ہیں تو آپ سے بات کرواتا ہوں۔" رسانیت سے کہتے میں نے معذرت چاہی۔مزید ایک دو باتوں کے بعد انہوں نے فون رکھ دیا۔ریسیور رکھتے ہی غیر ارادی طور پر میں نے سی ایل آئی پر موجود نمبر کو دیکھا اور اسے اپنے سیل میں محفوظ کرلیا۔حالانکہ میں اس ٹائپ کا بندہ ہر گز نہ تھا لیکن آپاؤں اور علیزہ کے منہ سے اس حسین' مہہ جبیں' نازنیں کے قصے سن سن کر میرا دل بھی اس سے بات کرنے اسے دیکھنے کے لیے ہمکنے لگا اگر چہ میرا یہ فعل بالکل غیر مہذبانہ تھا لیکن فی الحال میں اس طرف توجہ مبذول کرنا نہیں چاہتا تھا۔

میری ان سوچوں کے تسلسل کو دروازے پر بجتی مسلسل بیل نے توڑا اور میں یکدم گھبرا کر باہر کی جانب بھاگا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ارے بیٹا کہاں مصروف تھے کتنی دیر سے باہر کھڑا دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہا ہوں۔" ابا کو پسینے میں شرابور دیکھ کر میں نے خجالت سے سر جھکا لیا۔

"وہ دراصل ابا میں نہا رہا تھا۔" بوکھلاہٹ میں سفید جھوٹ میرے منہ سے برآمد ہوا۔ابا نے اس بات پر سر سے پاؤں تک میرا تفصیلی جائزہ لیا جیسے میری بات کا صاف مذاق اڑا رہے ہوں ان کی استہزائیہ نگاہوں کو نظر انداز کرتے میں نے جلدی سے انہیں پانی کا گلاس پیش کیا۔

...☆☆☆...

میں جو کچھ بھی کرنے جا رہا تھا اس میں میرا ذاتی عمل دخل ہر گز نہ تھا بلکہ یہ سب میں اپنے دل مضطر کے ہاتھوں مجبور ہو کر کرنے چلا تھا ابا کو ضروری کام کا کہہ کر میں گھر سے کچھ فاصلے پر واقع پبلک فون بوتھ پر موجود تھا۔ دھڑکتے دل اور کپکپاتی انگلیوں کے ساتھ میں نے بلقیس آپا کے گھر کا نمبر ملایا۔دوسری طرف بجتی بیل کی آواز پر میری سانسیں بھی منتشر ہو رہی تھیں۔ آخر کار تیسری بیل پر کال ریسیو کرلی گئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”ہیلو کون بات کر رہا ہے؟“ یہ غالباً بلقیس آپا کی آواز تھی جسے میں ابھی کچھ دیر قبل سن چکا تھا۔لہٰذا فوری پہچان گیا۔

”آنٹی مجھے شہوار سے بات کرنی ہے۔“ میں نے کافی جدوجہد سے سیکھی گئی نسوانیت سے بھرپور آواز نکالنے کی کوشش کی اور کافی حد تک کامیاب بھی رہا۔

”اچھا بیٹا‘ ابھی بلاتی ہوں اسے۔“ انہوں نے فون رکھے بغیر ہی اسے آواز دی۔

”شہوار تمہاری دوست کا فون ہے بیٹا۔“ مجھے بلقیس آپا کی آواز صاف اور واضح سنائی دے رہی تھی۔

”جی امی آرہی ہوں۔“ دوسری طرف ان محترمہ کا جواب بھی قدرے ہلکی آواز میں میری سماعت سے ٹکرایا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”ہیلو۔“ اگلے ہی پل ماؤتھ پیس سے ابھرنے والی آواز بلا شبہ اس پری پیکر ہی کی تھی۔اس کی طرف سے کہے جانے والے اس چار حرفی لفظ میں مجھے دنیا جہاں کی شیرینی محسوس ہوئی۔

”کون بات کر رہا ہے‘ اب بولیے بھی سہی۔“ دوسری طرف میری خاموشی پر وہ اضطراب کا شکار تھی۔

”السلام علیکم میں دراصل آپ سے کچھ بات...!“ میری بات کاٹتے وہ محترمہ چلتی کا نام گاڑی کے مصداق شروع ہو گئیں۔

”تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں فون کرنے کی۔بے شرم‘ بے حیا‘ بے ادب... شاید بے والا مزید قافیہ اسے نہیں ملا تھا۔اسی لیے ایک پل کو رکی تھی۔جب سے میرے سیل پر فون کر کے تنگ کر رہے ہو اور اب تم نے گھر کا نمبر بھی ڈھونڈھ لیا۔لگتا ہے تمہارا نمبر مجھے اپنے بھائیوں کو دے کر تمہارا دماغ درست کروانا ہی پڑے گا۔“

”دیکھیے محترمہ میں شہ...!“ میں نے اپنا تعارف کروانا ہی چاہا تھا نجانے وہ محترمہ مجھے کون سمجھ رہی تھیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”خبردار جو اپنی زمان سے میرا نام بھی لیا تمہارا وہ حشر ہوگا کہ یاد رکھو گے۔“ یہ کہتے ہی محترمہ نے دھمکیوں سے نوازتے فون پٹخ دیا۔

دوسری طرف میں اپنی اس توہین اور ارمانوں کے خون ہونے پر خون کے آنسو رو رہا تھا لیکن اس سے مجھ پر ایک بات بہت اچھی طرح واضح ہوگئی تھی کہ موصوفہ انتہائی زبان دراز‘ منہ پھٹ اور غصے کی تیز ہیں اور ایسے لوگوں بالخصوص خواتین سے مجھے سخت الرجک تھی‘ باقی رہ گئی صرف خوب صورتی تو ایسی زبان کے آگے ان کی خوب صورتی کا کیا مجھے اچار ڈالنا تھا۔بوجھل دل اور شکستہ قدموں کے ساتھ گھر لوٹ آیا بات کرنے کا شوق ایسا رخصت ہوا کہ پھر کبھی دوبارہ ہمت نہ پڑی۔

”ارے بھئی کہاں گم ہوگئے۔“ ابا مجھے چپ دیکھ کر سوال کر بیٹھے۔

”کوئی کام تھا ابا کیا؟“ ابا کے سوال کو نظر انداز کرتے میں الٹا ان سے سوال کر بیٹھا اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے یونہی اِدھر اُدھر کی باتوں میں مصروف ہوگیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”ابا اس گھر میں شروع سے ہی اماں کی من مانی چلتی ہے عورت ہو کر بھی وہ اپنی ہر بات ڈنکے کی چوٹ پر آپ سے منواتی ہیں اور آپ بھی بغیر کسی پس و پیش کے فوراً ہی ہار مان لیتے ہیں۔“ میں جو ان محترمہ سے ابھی ابھی چوٹ کھا کر بیٹھا تھا دل سے ابا سے استفسار کر بیٹھا۔

”بیٹا میں نے شروع سے ہی گھر کے سارے معاملات تمہاری اماں کو سونپ دیے تھے لہٰذا اب ہم دونوں کو عادت ہوگئی ہے اور پھر اپنے گھر میں بڑی ہونے کی وجہ سے بھی وہ کچھ ایسی طبیعت کی ہی مالک تھیں اور پھر جب میں نے روز اول ہی ہار مان لی تھی تو اب کیسا گلہ کیسا شکوہ۔ویسے بھی فریقین میں سے اگر ایک نرم خو متحمل مزاج ہو تو زندگی کی ہر نہج پر آسانی ہوجاتی ہے اور سب سے بڑی بات آج تک تمہاری اماں کا دور اندیشی سے لیا گیا ہر فیصلہ میرے اور میرے بچوں کے لیے بہت بہتر اور کامیاب ہی ثابت ہوا ہے۔“ ابا نے مجھے تفصیل سے جواب دیتے بہت کچھ سمجھا بھی ڈالا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"لیکن ابا میں آپ کی طرح نہیں رہ سکتا کہ کوئی مجھ پر یوں حکمرانی کرے اور وہ بھی صنف نازک میں اور میں کولہو کے بیل کی طرح چکراتا رہوں۔میں تو اپنی اہمیت اور اپنی ذات پر بھرپور توجہ چاہتا ہوں۔"

"عجیب آدمی ہو تم بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے ہو۔بہر حال اگر یہ چاہتے ہو کہ آنے والی تمہاری خواہشات کا ضروریات کا احترام کرے تمہارے احکامات کی تابع رہے تو شروع میں ہی اس بات کا خیال رکھنا۔عموماً لوگ خود ہی شروع میں اپنی نصف بہتر کی ناز برداریاں و نخرے اٹھا کر انہیں یہ موقع دیتے ہیں اور پھر بعد میں شکوہ کناں نظر آتے ہیں۔" میرے بار بار اصرار پر ابا نے مختصراً چند ایک باتیں بتائیں اور پھر اچانک ہی دروازے پر آہٹ محسوس کر کے ہم دونوں ہی خاموش ہوگئے۔نجانے باہر کون تھا لیکن خیر میرے دل کا بوجھ کسی حد تک کم ہو گیا تھا۔

...☆☆☆...

شادی کے دن پورا گھر بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔تینوں آپائیں اور اماں سب کام اپنی نگرانی میں کرواتی پھر رہی تھیں۔علیزہ بھی بہت خوش تھی۔مسکراہٹ نے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

میرے چہرے کا بھی احاطہ کر رکھا تھا۔جب اسٹیج پر شہوار کو میرے برابر لا کر بٹھایا گیا تو سب کی نظروں میں ہم دونوں کے لیے واضح تحسین تھی۔

"رخسانہ بیگم اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے بہو بھی تم خوب حسین ڈھونڈ کر لائی ہو ماشاء اللہ چندا چکوری کی جوڑی لگ رہی ہے۔" کلثوم خالہ نے اماں کی پسند کو داد دیتے برملا کہا اور یہ الفاظ میرے کانوں تک بھی پہنچے۔اپنے پہلو میں موجود اس چکوری کو میں بھی ایک نظر دیکھنا چاہتا تھا اور اس بار جسارت کر بھی ڈالی۔شاید نگاہوں کو دید ہو بھی جاتی کہ سامنے کھڑے میرے دوست علی کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔

"ارے بھئی ہم مانتے ہیں کہ آپ کی دلہن بہت حسین لگ رہی ہیں اور آپ انہیں دیکھنے کے لیے بے تاب و بے صبرے ہوئے جا رہے ہیں لیکن یار ذرا سا صبر اور۔"

علی کے اس شوخ و بے باک جملے پر میں گڑ بڑا کر رہ گیا۔اسی ہنسی مذاق اور شور و غل میں رخصتی کا وقت آن پہنچا۔اماں ابا کی دعائیں سمیٹے شہوار رخصت

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ہو کر میرے سنگ چلی آئی۔ گھر آکر نجانے کون کون سی رسموں کی ادائیگی ہوئی آخر دو بجے کے قریب اماں کو ہی ہمارا خیال آیا۔

”چلو لڑکیوں‘ اب ذرا یہ رش کم کرو‘ دلہن تھک گئی ہوگی ذرا وہ بھی کمر سیدھی کرلے۔“ شہوار کی بلائیں لیتے اماں نے ان سب کو رخصت کیا باہر میں جو اب تک اس کی ایک جھلک نہ دیکھ پایا تھا اندر جانے کو تیزی سے آگے بڑھا کہ چاروں بہنیں کمرے کے آگے دیوار چین بن کر کھڑی ہو گئیں اور میں کچھ سمجھ نہ پایا۔

”ارے بھئی ایسے کیا دیکھ رہے ہو‘ یہ بھی رسم ہے جب تک آپ ہم سب کو نیگ نہیں دیں گے اندر نہیں جا پائیں گے۔“ وہ چاروں بیک زبان ہو کر کہہ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

رہی تھیں۔ان کے اب اس نئے مطالبے پر میں حیران کھڑا تھا اماں بھی ان کی طرف تھیں۔

”نجانے ایسی فضول و بے کار رسمیں کون بناتا ہے۔اچھا اچھا ٹھیک ہے ابھی میرے پاس صرف یہی پانچ ہزار ہیں ابھی رکھ لو اور جان چھوڑو۔“ علیزہ کے سر پر چپت رسید کرتے میں تیزی سے آگے بڑھا اور ان سب کے قہقہوں نے میرا تعاقب کیا۔

کمرے کے وسط میں بنائی گئی پھولوں کی خوب صورت سیج پر وہ بھی پھولوں کا ہی ایک حصہ معلوم ہو رہی تھی۔اس پر ایک نظر پڑتے ہی میں جان گیا تھا کہ وہ حسن و خوب صورتی کا شاہکار ہے۔اپنی قسمت پر نازاں‘ فخر و غرور سے سرشار میں اس کے مقابل آ بیٹھا۔

”السلام علیکم!“ سلامتی کی دعا دیتے ہوئے میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

سلام کا جواب دیتے ہوئے وہ شرماتی ہوئی خود میں سمٹ گئی بے ساختہ میں نے اس کے نازک و مرمریں حنائی ہاتھ تھام لیے۔اس کے لبوں پر دھیمی

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

مسکان بکھر گئی۔میں نے دو خوب صورت سے کنگن اس کی کلائیوں میں پہنائے جس پر اس نے مجھے بہت مدہم آواز میں تھینک یو کہا۔

”تم فریش ہوجاؤ تھک گئی ہوں گی میں بھی اپنے دوستوں کو رخصت کر کے آتا ہوں۔پھر باتیں کریں گے۔“ پیار بھری ایک نظر ڈالتے میں وہاں سے ہٹ گیا کچھ وقت دوستوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ان کی چھیڑ چھاڑ پر ہنستے میں نے انہیں الوداع کہا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔اندر کا منظر میرے لیے نہایت ہی حیران کن تھا۔وہ دشمنِ جاں میری واپسی کا انتظار کیے بغیر سادہ سے لان کے سوٹ میں ملبوس دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائے پر سکون نیند میں تھی۔کچھ اس کی تھکن اور مہمان ہونے کا خیال کرتے اپنے جذبات و احساسات پر بندھ باندھتے میں بھی دوسری طرف آگیا۔ میری آہٹ اور شور پر بھی اس کی بے خبری بر قرار تھی۔اگرچہ میں نے جان بوجھ کر ہر چیز کو خوب زور و شور سے پٹخا تھا۔ابا کے فرمودات پر عمل کرنے کا وقت ہی نہ آیا الٹا وہ مجھے نظر انداز کرتے میری پروا کیے بغیر بے خبر سو بھی چکی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اگلی صبح آنکھ کھلنے پر وہ موصوفہ کمرے سے غائب تھیں۔میں بھی کسلمندی سے دیر تک لیٹا انتظار ہی کرتا رہا کہ وہ آئے گی مجھے اٹھنے کا کہے گی رات تھکن کی بناء پر جلدی سوجانے پر کچھ تو کہے گی میں نجانے اور بھی کیا کچھ سوچتا رہتا کہ اچانک دستک کی آواز پر اٹھ بیٹھا۔

”بھائی اماں کہہ رہی ہیں کہ اگر اٹھ گئے ہیں تو نیچے آجائیں بھابی کے گھر سے سب ناشتا لے کر آگئے ہیں۔“ علیزہ اماں کا پیغام دے کر جا چکی تھی۔ناچار شاور لے کر بال سنوارتا میں خود ہی نیچے آگیا۔وہ سب کے درمیان بیٹھی ہنس ہنس کر نجانے کس بات کا جواب دے رہی تھی۔ایک اچٹتی نظر اس پر ڈالتے میں ناشتے میں مشغول ہو گیا۔اس وقت سجی سنوری گیلے بالوں کی چند لٹیں چہرے پر ہلکورے لیتی وہ مجھے اپنے دل میں اترتی محسوس ہو رہی تھی لیکن دوسری طرف عجیب بے نیازی و بے گانگی کا عالم تھا۔

شادی کے لیے میں چند دن کی چھٹیوں پر تھا اور یہ چھٹیاں اسی مقصد کے لیے لی تھیں کہ ایک دوسرے کے ساتھ کچھ وقت گزاریں گے۔کہیں باہر جائیں گے لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”شہوار آج رات تم تیار رہنا‘ کلثوم خالہ نے تمہیں اپنی طرف دعوت میں بلایا ہے۔“

اماں ہی کے کہنے پر آج تین دن بعد وہ میرے ساتھ کہیں باہر جا رہی تھی اور سارا رستا بھی یونہی خاموشی میں طے پایا تھا۔لڑکیاں تو عموماً گھومنے پھرنے کی شوقین ہوتی ہیں لیکن شہوار نے اب تک مجھ سے ایسی کوئی فرمائش نہ کی۔

وہ سارا سارا دن آپاؤں کے ساتھ باتوں میں مشغول رہتی اور میں کبھی کمرے میں کبھی گھر سے باہر بوجھل دل لیے پھرتا رہتا۔وہ اماں اور آپاؤں سے خوب ہنسی مذاق بھی کرتی لیکن میرے سامنے اپنے اوپر خاموشی کا قفل لگا لیتی اس کا یہ رویہ میری تو سمجھ سے باہر تھا۔میری تمام چھٹیاں بھی یونہی بور گزری لوگ تو ان دنوں کو اپنے لیے یادگار اور خوش گوار بناتے ہیں اور میرے لیے یہ دن انتہائی سوگوار تھے۔جیسے تیسے چھٹیاں ختم ہوئیں اور میں نے آفس جوائن کرلیا لیکن وہاں بھی اب دل نہیں لگ رہا تھا۔میں نے کچھ سوچتے شہوار کا نمبر ملایا۔

”السلام علیکم‘ کیا ہو رہا ہے؟“ میں نے خوشگوار انداز میں بات شروع کی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”وعلیکم السلام‘ کچھ خاص نہیں آپا کے پاس بیٹھی ہوں اور بس باتیں کر رہے ہیں ہم لوگ۔“ اس نے میرے سوال کا جواب دیا۔

”اچھا بات سنو‘ آج شام میں تم تیار رہنا۔ہم لوگ ساتھ میں کہیں باہر جائیں گے۔اور ڈنر بھی وہیں کریں گے۔“ میں نے پروگرام ترتیب دیتے اسے آگاہ کیا۔

”جی اچھا ٹھیک ہے میں تیار رہوں گی۔“ دوسری طرف سے فوراً ہی حامی بھر لی گئی اور خدا حافظ بھی کہہ دیا گیا۔میں اسی میں سرشار تھا کہ کم از کم کہ وہ تیار تو ہوئی۔شام

کو آفس ٹائمنگ سے کچھ جلدی ہی گھر پہنچ گیا لیکن وہاں بچوں کی فوج اور آپاؤں کو بھی تیار دیکھ کر میرا موڈ خاصا خراب ہوا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”شیری ہم نے تو تمہاری بیگم کو کافی منع کیا کہ تم لوگ جاؤ لیکن چونکہ بچے بضد تھے اس لیے ناچار اسے ہمیں بھی کہنا پڑا۔“ بڑی آپا نے شہوار کی سائیڈ لیتے ہوئے میرے خراب موڈ پر چوٹ کی۔

”نہیں آپا کوئی بات نہیں۔“ میرا جانے کا موڈ ایک دم بدل گیا تھا لیکن اماں اور آپا برا نہ مان جائیں لہٰذا اس پورے قافلے کو ساتھ لے جانا پڑا اور میں نے آئندہ اس طرح کے پروگرام بنانے پر کان پکڑ لیے۔شہوار سے بات کرنے کا کوئی موقع تک نہ ملا البتہ بچوں کی بے جا ضدوں اور بد تمیزیوں پر کھولتا میں جلد ہی واپسی کا ارادہ کر رہا تھا کم از کم جب تک آپائیں موجود تھیں میرے حالات و تعلقات تو شاید یونہی رہنے تھے۔

...☆☆☆...

روز آفس میں اپنے کاموں کے دوران میں ہی میں اس دشمنِ جاں سے بات کرتا تھا۔اگر چہ جواب مجھے اچھی طرح معلوم ہوتا۔

”دل لگ جاتا ہے تمہارا گھر میں؟“ جواب میں نجانے کیا سننے کا خواہش مند تھا لیکن اس کی باتیں علیزہ، امی اور آپاؤں کے متعلق ہی ہوتیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”نہیں آپ کے بغیر گھر میں دل نہیں لگتا آج آپ جلدی آجائیے گا ہم لوگ ساتھ میں کہیں باہر جائیں گے۔“ میں یہ سب اس کے منہ سے سننا چاہتا تھا لیکن مجال ہے کہ کبھی میرے من کی مراد بر آئے۔

پندرہ دن بعد آپا وغیرہ بھی اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہوگئی تھیں آخر وہ کب تک یہاں
ہمارے ساتھ رہتیں۔میرے دل نے ان کے جانے پر سکون کا سانس لیا کہ چلو شہوار کا ان کے پاس گزرنے والا وقت تو اب میرے ساتھ ہوگا لیکن یہ صرف میری خوش فہمی تھی۔آفس سے گھر واپسی پر اب وہ علیزہ کے ساتھ کچن میں چھوٹے موٹے کام کرتی نظر آتی۔میرے پاس بیٹھنے کا یا چائے ناشتے کے پوچھنے کا اسے بالکل خیال نہ تھا۔

”چائے بنادوں، اتنے خاموش کیوں ہیں بھائی۔“ جس کے منہ سے یہ بول میں سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھا وہ تو کبھی اپنی بے نیازی کا خول توڑ کے ایسا نہ کہتی البتہ علیزہ ہی مجھ سے میرا حال چال پوچھتی اور اس بات پر اماں نے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

بھی اسے کبھی نہ ٹوکا حالانکہ اماں کا فرض تھا لیکن میرے معاملے میں وہ یونہی غافل ہوجاتی تھیں۔

"بیٹا جب شیری گھر آتا ہے تو تم اس کے چائے ناشے کا بندوبست خود کیا کرو' یہ تمہارا فرض بنتا ہے۔" کاش اماں کبھی اسے یہ سمجھاتیں لیکن انہیں تو اس کے ناز نخرے اٹھانے سے ہی فرصت نہ ملتی کہ میرے حال پر غور کرتیں۔

...☆☆☆...

میں کب سے غائب دماغی کی کیفیت لیے انہی باتوں پر غور کر رہا تھا لیکن کوئی سرا میرے ہاتھ نہیں لگ رہا تھا ابھی پچھلے دنوں ہی میں ضبط کے انتہائی کڑے مراحل سے گزرتے اس سے اس بارے میں استفسار کر بیٹھا تھا۔

میرے ضبط کا پیمانہ چھلک ہی پڑا تھا۔

"شہوار کیا تم میرے ساتھ خوش نہیں ہو' کیوں ہمیشہ مجھ سے اتنے فاصلے پر نظر آتی ہو ہمیشہ مجھے نظر انداز کرتی ہو۔" میں بھی انسان تھا برداشت کہاں تک کرتا آخر اس سے رات میں پوچھ بیٹھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے آپ غلط سوچ رہے ہیں وہ آپا وغیرہ آئی ہوئی تھیں تو میرا زیادہ وقت ان کے ساتھ گزرتا تھا لیکن اب تو وہ بھی چل گئی ہیں۔" اس نے میرے لہجے پر گڑبڑاتے نہایت بھونڈا سا جواز پیش کیا۔

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ اب تو تینوں آپائیں چلی گئی ہیں لیکن اب بھی تمہارے انداز وہی ہیں تم اس گھر میں نئی تھیں میں اگنور کرتا رہا لیکن ان سب علاوہ اب تو ہم دو لوگ یہاں موجود ہیں لیکن مجھے تو ہمیشہ تمہارا بے گانہ انداز ہی نظر آیا ہے میں خود سے پیش قدمی کروں تو ٹھیک ورنہ میری پسند نا پسند کی تمہیں کوئی پروا ہی نہیں۔" میرے اس دو ٹوک انداز پر وہ بالکل خاموش رہی لیکن حالات میں سدھار اس کے بعد بھی نہ آیا تھا اور اب بھی ان واقعات کو لے کر میں کب سے الجھ رہا تھا جب ہی دروازے پر ناک کرتے علی نے اندر قدم رکھا۔میں اب بھی بالکل خاموش تھا نہ ہی چائے کافی کا پوچھا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”کیا بات ہے یار بہت اداس لگ رہا ہے۔ بھابی میکے گئی ہوئی ہیں کیا جوان کے فراق میں غم و یاس کی تصویر بنے بیٹھا ہے۔“ میری اتری صورت دیکھ کر وہ فوراً ہی بھانپ گیا تھا۔

”نہیں یار ایسی بات نہیں ہے بس سر میں درد ہو رہا ہے اس لیے شاید تجھے ایسا لگ رہا ہے۔“ میں نے بر وقت عذر تلاش کر کے اسے مطمئن کرنا چاہا۔

”تو یہاں کیوں منہ لٹکائے بیٹھا ہے چھٹی لے کر گھر جا‘ بھابی سے خدمت کرواؤ‘ منٹوں میں ٹھیک ہوجائے گا۔“ اس نے مسکراتے ہوئے مجھے بھی مسکرانے پر اکسایا۔

”ہونہہ گھر جہاں میری کوئی اہمیت وقعت نہ پہلے تھی نہ اب ہے نہ پہلے کسی کو پروا تھی اور نہ اب ہے۔“ میں یہ صرف سوچ کر ہی رہ گیا۔

”کیا بات ہے یار کہاں گم ہو‘ کوئی مسئلہ ہے تو شیئر کرو‘ آج تک ایسی نوبت کبھی نہیں آئی کہ مجھے خود سے پوچھنا پڑے تو خود ہی ہر بات شیئر کرلیتا ہے پھر آج یہ بیگانگی کس

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

لیے؟“ میں سوچتا ہی رہا آیا اس معاملے کو علی سے شیئر کروں کہ نہیں وہ بھی کیا سوچے گا ابھی مہینہ بھر ہوا نہیں اور میں اپنی ازدواجی زندگی کے مسائل لے کر بیٹھ گیا۔

”یار اب تم بولتے ہو کہ نہیں‘ چلو اب شروع ہوجاؤ جلدی سے۔“ اس نے حق دوستی ادا کر کے مجھ سے سب اگلوا کر ہی دم لیا۔

”یار دراصل شہوار بہت الگ طبیعت کی مالک ہے۔ میں اب تک اس کی نیچر سمجھ نہیں پایا۔ میری کوئی حیثیت ہی نہیں ہے اس کی نظر میں۔ میں شروع سے ایسے ہم سفر کی خواہش رکھتا تھا جسے میری پروا ہو میری خوشی و میری پسند کا احساس ہو اپنی من مانی کرنے کے بجائے وہ میرے فیصلوں اور باتوں کو اہمیت دے۔ شروع سے ہی آپاؤں اور اماں نے مجھ پر اپنا رعب قائم رکھا تو ایسے میں میرا ایسا سوچنا کیا غلط تھا؟“

”یار اصل مسئلہ کیا ہے‘ وہ تمہاری بات نہیں مانتیں کیا؟“

”نہیں یار بات ماننا تو دور‘ وہ زیادہ بات تک نہیں کرتی‘ سب سے ہنستی بولتی ہے‘ ہنسی مذاق کرتی ہے لیکن میرے سامنے بالکل گم صم اور بے خبر بن

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

جاتی ہے۔میں یہاں آفس سے دو' دو بار اسے فون کرتا ہوں' باہر گھمانے کا کہتا ہوں' ڈنر کا ذکر کرتا ہوں لیکن وہ کوئی خاص لفٹ ہی نہیں کراتی میں کتنا ہی آفس سے لیٹ ہوجاؤں کبھی ایک فون تک نہیں کرتی۔" میں نے علی کے سامنے اپنا حال دل کھول کر رکھ دیا تھا۔

"ابے گھامڑ یہ تو سیدھی سی بات ہے جب تم اسے دن میں دس دس بار فون کرو گے تو وہ تمہیں خود سے کیوں فون کرے گی۔یہ عورت ذات بھی بہت عجیب ہوتی ہے ٹیڑھا پن تو ان میں فطری ہے بہرحال اتنا دل پر مت لو بس اب جیسا تجھے میں کہوں گا ویسا ہی کرنا ذرا بھی جذبات سے مغلوب ہو کر پگھلنے کی کوشش مت کرنا اپنے دوست پر بھروسہ کرو آخر پانچ سالوں کا تجربہ ہے تمہاری بھابی کو بھگتنے کا۔" اس نے ہنستے مسکراتے میری ساری پریشانی بانٹ لی تھی اور بہت سے مفید مشوروں سے بھی نوازا۔میں نے خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کیا اور پھر سے کام میں مصروف ہو گیا۔

...☆☆☆...

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اس دن بھی وہ حسب معمول صحن میں کیاری کے قریب رکھی کرسیوں پر علیزہ کے ساتھ بیٹھی تھی نہ جانے کس بات پر ہنس رہی تھی۔اماں بھی برابر میں خوشگوار انداز میں موجود تھیں۔میں نے گھر میں داخل ہوتے ہی ایک اچٹتی نگاہ اس دشمنِ جاں پر ڈالی اور بغیر تاخیر کیے نہایت بد مزاجی کا مظاہرہ کرتے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ارے کیا بات ہے بیٹا نہ سلام نہ دعا منہ اٹھا کر اندر کیوں چلے جا رہے ہو۔" اماں نے حسب توقع فوراً ہی نوٹس لیا تھا لیکن میں خاموش ہی رہا۔

"بھائی آپ منہ دھو کر آئیں میں چائے بنا کر لاتی ہوں آپ کے لیے۔" علیزہ نے بھی فوراً اٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں آپ لوگ پیئں چائے اور پلیز مجھے ڈسٹرب مت کیجیے گا میرے سر میں درد ہے۔" میں نے تلخ مزاجی کی انتہا کرتے نگاہیں چُراتے اندر جانے میں ہی عافیت سمجھی۔

آج علی کے کہنے پر میں نے آفس سے شہوار سے بات کرنے کی غرض سے فون بھی نہیں کیا تھا۔وہ لوگ بھی میرے پیچھے پیچھے اندر آگئے تھے۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"لو اسے اچانک کیا ہو گیا صبح تو اس کا موڈ بالکل ٹھیک تھا اور اب آفس کا غصہ ہم پر کیوں اتار رہا ہے۔" اماں سے میری بد تمیزی برداشت نہیں ہو رہی تھی لہٰذا وہ کافی گرم ہو رہی تھیں۔

"بھابی چائے تو تیار ہے ایسا کریں آپ بھائی کو اندر ہی چائے دے آئیں یہاں وہ ڈسٹرب ہوں گے۔" علیزہ نے بھائی کی ہمدردی میں فوراً ہی بھابی کو پیش کش کی۔

"لیکن علیزہ تمہارے بھائی تو اس وقت کافی غصے میں ہیں اور پھر وہ ڈسٹرب کرنے سے منع بھی کر گئے ہیں میں کیسے لے جاؤں چائے اندر۔" شہوار کی عذر تلاشتی آواز مجھے صاف سنائی دے رہی تھی میں بھی ان کی گفتگو سننے کی غرض سے دروازے کے پاس ہی رک گیا تھا۔

پھر نہ جانے کیا فیصلہ طے پایا قدموں کی آہٹ پا کر میں چپ چاپ بیڈ پر دراز ہو گیا۔چوڑیوں کی کھٹک پا کر میں بخوبی سمجھ گیا تھا کہ اندر تشریف لانے والی ہستی زوجہ محترمہ ہی ہیں۔میں کروٹ لیے سونے کی ایکٹنگ کرتا رہا۔وہ کچھ دیر کپ تھامے تذبذب کا شکار رہی۔پھر کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے بغور جھک

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کر اس بات کا جائزہ لیا کہ آیا میں سچ مچ سو رہا ہوں یا صرف بن رہا ہوں۔ اچھی طرح غور کرنے کے بعد شاید ان موصوفہ کو میری سوئی ہوئی حالت پر یقین آگیا تھا تب ہی دھیرے سے وہ بیڈ کی دوسری طرف سے ہوتے میرے برابر میں آبیٹھی۔میں اس کے اس فعل پر حیران تھا کہ یہ کیا کرنے والی ہے۔کچھ دیر وہ یونہی بیٹھی رہی پھر اپنے ہاتھوں سے چوڑیاں اتار کر دھیرے سے اپنا حنائی ہاتھ میرے ماتھے پر رکھ کر ہولے ہولے میرا سر دبانے لگی۔علی کی باتوں کے اس قدر مثبت اور جلد نتائج ملیں گے میرے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔چوڑیاں میرے ڈسٹرب ہونے اور جاگ جانے کے خیال سے اتاری گئی تھیں۔اس کے نرم ہاتھوں کا لمس اپنے بالوں اور ماتھے پر محسوس کرتے یکدم ہی میں پرسکون ہو گیا تھا۔دل اس کی ذرا سی توجہ پا کر ہی کھل اٹھا تھا لیکن اب میں جلد بازی کا مظاہرہ کر کے یہ سب کھونا نہیں چاہتا تھا لہٰذا خاموش ہی رہا۔

وہ نجانے کب تک میرے پاس بیٹھی میری تھکن اپنے پوروں سے چنتی رہی میں نیند کی آغوش میں چلا گیا نجانے کب تک سوتا رہا تھا۔آنکھ کھلنے پر

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

سب کچھ خواب محسوس ہو رہا تھا لیکن یہ سب حقیقیت تھی کمرے میں اس کی چوڑیاں ابھی تک وہیں موجود تھیں جہاں وہ میرے سامنے اتار کر گئی تھی۔ سونے سے پہلے جو بیزاریت و بے چینی تھی اب اس

کا نام و نشان تک نہ تھا۔میں کمرے سے باہر نکل آیا۔وہ علیزہ کے ساتھ کچن میں رات کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھی۔میں انہیں نظر انداز کرتا باہر نکل آیا میرا ارادہ علی کی طرف جانے اور اسے مثبت اور فوری نتائج سے آگاہ کرنے کا تھا۔

فارعہ بھابی نے مجھے دیکھتے کولڈڈرنک سے میری تواضع کی اسی دوران علی بھی آچکا تھا مختصراً میں نے تمام رو داد اسے کہہ سنائی جواباً اس نے بھی داد طلب نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”شہریار بھائی آپ لوگ آرام سے باتیں کریں میں کھانا تیار کر رہی ہوں آپ ہمارے ساتھ کھانا کھا کر ہی جائیے گا اور ہاں کبھی شہوار کو بھی اپنے ساتھ لائیے گا ناں۔“ میرے ساتھ ساتھ انہوں نے شہوار کو بھی آئندہ ساتھ لانے کا کہا۔

”جی بھابی پھر کبھی سہی لیکن آج میں جلدی میں ہوں۔“ میں نے معذرت چاہی لیکن انہوں نے کھانا کھلا کر ہی بھیجا۔

علی کی طرف سے واپس گھر لوٹتے دس بج چکے تھے ابا تو چونکہ تہجد کے وقت کے اٹھے ہوتے تھے لہٰذا وہ تو سو چکے تھے۔البتہ شہوار علیزہ اور امی میرے منتظر تھے۔میں اپنا سیل بھی جان بوجھ کر گھر پر ہی چھوڑ گیا تھا لہٰذا ان کی پریشانی بجا تھی۔

”وقت دیکھا ہے تم نے کیا ہو رہا ہے‘ کہاں تھے اتنی دیر سے اور ایسی بھی کیا افتاد کہ اپنا فون بھی گھر پر ہی چھوڑ گئے۔“ اماں نے اس بات سے قطع نظر کہ میں خراب موڈ اور خراب طبیعت کے ساتھ گھر سے گیا تھا کافی کھری کھری سنائی انہوں نے شہوار کی موجودگی کا بھی لحاظ نہ کیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”یہیں تھا طبیعت بوجھل ہو رہی تھی اس لیے کچھ دیر باہر ہی رک گیا۔“ افسردہ لہجہ میں اماں کو مطمئن کرنا چاہا تھا لیکن آخر کو وہ بھی میری ہی اماں تھیں۔

”ڈاکٹر کو دکھایا تم نے‘ ہاں پہلے کھانا کھاؤ‘ پھر دوا لے کر سونا۔“ مجھے نصیحت کرتے انہوں نے علیزہ کو کھانا لانے کے لیے کہا۔

”نہیں کھانے کو میرا دل نہیں کر رہا رہنے دو علیزہ۔“ علیزہ کو منع کرتے میں اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔میرے آنے کے کچھ دیر بعد ہی شہوار ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھامے چلی آئی۔

”یہ لیں دودھ کے ساتھ دوا لے لیں۔“ اس نے کہا۔

”بہت شکریہ‘ رکھ دو میں خود ہی لے لوں گا۔“ گلاس تھامتے ہوئے میں نے صاف انکار کردیا۔

...☆☆☆...

اماں‘ علیزہ اور شہوار میرے جلدی آفس جانے پر حیران تھیں لیکن میں کام کا بہانہ کرتے ہلکا سا ناشتا کر کے آفس کے لیے نکل گیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اب مجھے صرف علی کی ہدایات کے مطابق ہی عمل کرنا تھا۔آج بھی آفس سے میں نے گھر فون جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔میرے ان رویوں اور بدلتے طرز عمل پر شہوار مجھ سے کچھ نہ بھی کہتی تو بھی اس کا اضطراب و بے چینی مجھ سے پوشیدہ نہ تھی لیکن جتنا اس نے مجھے ستایا تھا یہ سب اس کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔روز گھر لیٹ جانا میرا معمول بن گیا تھا۔کمرے میں آکر بھی میں بے نیاز ہی رہتا۔جب ہی سیل کی بجتی ٹون نے میری توجہ مبذول کرلی‘ دوسری طرف فارعہ بھابی تھیں میرے اور علی کے پلان میں اب وہ بھی شامل تھیں اور اس دن میرے ہی منت سماجت پر وہ اس کام کے لیے رضا مند ہوئی تھیں۔وہ مجھ سے حالات کی بہتری اور شہوار کے بدلتے رویے کے متعلق پوچھ رہی تھی دوسری طرف غالباً یہ نسوانی آواز شہوار کی سماعت تک بھی پہنچ رہی تھی۔تبھی وہ بے کل و مضطرب اِدھر اُدھر ٹہل رہی تھی۔فارعہ بھابی نے مختصراً بات کر کے فون علی کو تھما دیا تھا لیکن میں اب بھی انہی لن ترانیوں میں مصروف تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ہاں بس آج کل مصروفیات ہیں لیکن بہت جلد چکر لگاؤں گا میں بخوبی جانتا ہوں کہ تم ہر جگہ میری کمی محسوس کرتی ہو۔" شہوار کو ستاتے میں جان بوجھ کر علی سے اب فضول کی باتیں کر رہا تھا جبکہ دوسری طرف وہ ہنس ہنس کر بے حال ہو رہا تھا۔

"ٹھیک ہے بعد میں بات ہوگی۔مس یو ٹو۔" کہتے میں نے خدا حافظ کہا اور فون رکھ دیا۔شہوار خود کو مصروف اور لا تعلق ظاہر کر رہی تھی جبکہ اس کا چہرہ کچھ اور ہی چغلی کھا رہا تھا لیکن اس نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ میں بھی خاموشی سے لیٹ گیا تھا اسی رات تین بجے علی نے دوبارہ کال کی میں نے اب اس کا نمبر بھی فارعہ بھابی کے نام سے Save کرلیا تھا اور فارعہ نام ہی میرے سیل کی اسکرین پر جگمگا رہا تھا تیزی سے بجتے فون کو سائلنٹ پر کرتے شہوار پر ایک گہری نگاہ ڈالتے میں چپ چاپ اپنے کمرے سے ملحق ڈریسنگ روم میں آگیا اور صوفے پر آرام سے بیٹھ گیا۔علی تو صرف بیل دے کر سو گیا تھا لیکن میں یہاں شب بے داری کے عالم میں اس دشمنِ جاں کو سدھارنے کا فرض سر انجام دے رہا تھا۔دوسری طرف مجھے اندزہ تھا

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کہ شہوار کروٹ بدلتی میری ہی منتظر ہوگی اور میری اس حرکت پر زیادہ دیر چپ نہیں رہے گی۔اپنا آدھا' پون گھنٹہ وہاں صوفے پر گزار کر میں واپس آگیا میری آہٹ پا کر وہ سوتی بن گئی۔میرے اس بدلتے طرز عمل نے شہوار کو بھی کافی حد تک بدل ڈالا تھا۔آفس جانے سے قبل اور واپسی پر اب وہ میرے ارد گرد گھومتی نظر آتی شاید وہ میری جاسوسی کر رہی تھی کہ میری ان سرگرمیوں کے پیچھے کیا راز ہے کیا سچ مچ میرا افیئر چل رہا ہے بہرحال وہ اسی کھوج میں لگی دن بدن میرے قریب ہوتی جا رہی تھی۔

پچھلے ہفتہ سے علی کا یہی معمول تھا وہ روز رات دو بجے میرے نمبر پر بیل دیتا میں شہوار پر جھک کر اس کے سوئے ہونے کا یقین کر کے دوسرے

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کمرے میں آجاتا آدھا پون گھنٹہ ضائع کرتا اپنی نیند کی قربانی دیتا میں اسی دشمنِ جاں کی خاطر یہاں بیٹھا تھا۔لیکن ہم دونوں میں ایک بات مشترک تھی اگر میں اس کی خاطر اپنی نیند قربان کر رہا تھا تو وہ بھی روز رات میں جاگ کر یہ لمحات جلتے کلستے میں ہی گزارتی تھی۔

کبھی کبھی اس کی آہٹ کو محسوس کر کے میں خود ہی مدہم آواز میں اپنے آپ ہی باتیں کرتا رہتا اس کو یقین ہوچکا تھا کہ دوسری طرف ضرور کوئی لڑکی ہی میری مخاطب ہے۔جس کی وجہ سے میں یوں شب بے داری کرتا ہوں۔

اس دن میں شاور لے کر نکلا تو وہ سیل ہاتھ میں لیے بے یقینی کی کیفیت میں میرا سیل چیک کر رہی تھی اور رہی سہی کسر علی کی کال نے پوری کردی جس پر فارعہ کا نام جگمگا رہا تھا۔میں نے ایک سیکنڈ کی تاخیر کے بغیر اپنا سیل اس کے ہاتھ سے جھپٹا تھا اور کافی برہم بھی ہوا تھا۔جیسے میرا کوئی راز کھل گیا ہو۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”آئندہ اس طرح میری اجازت کے بغیر میرا سیل مت اٹھانا مجھے بالکل بھی پسند نہیں ہے کہ تم میرے پرسنل معاملات میں دخل اندازی کرو۔“ میں کچھ زیادہ ہی تلخ ہوگیا تھا اس کی آنکھوں میں اترتی نمی مجھ سے چھپی نہ رہ سکی تھی۔وہ بھی اپنا چہرہ دوسری طرف کیے فوراً ہی کمرے سے چلی گئی تھی۔

اس کے طرز عمل میں بدلاؤ تو میرے بدلتے رویے کو دیکھ کر آ ہی گیا تھا لیکن اب وہ اکثر اداس نظر آتی۔شام میں روز جیسے بنی سنوری رہتی تھی اب وہ سب ترک کر کے گھر کے کاموں میں اور میرے کاموں میں الجھی رہتی۔ عجیب سی اداسی و افسردگی نے اس کے چہرے کا احاطہ کر رکھا تھا لیکن وہ ابھی تک اس معاملے میں مجھ سے کچھ بھی نہ کہہ پائی تھی۔اس کی اس خاموشی اور افسردگی پر مجھے بعض اوقات شرمندگی بھی ہونے لگتی لیکن میں ابھی اس کے لوٹنے کا منتظر تھا کہ وہ خود سے میرے پاس آئے میری طرف پیش قدمی کرے۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ماہ رمضان کی آمد آمد تھی۔ ہر طرف گہما گہمی اور چہل پہل تھی۔ لوگ ابھی سے رمضان کی تیاریوں میں مشغول تھے۔ اماں نے بھی شہوار کے چند سوٹ پیک کرتے اسے دکھائے تھے۔

"شہوار یہ تمہارا شادی کے بعد پہلا رمضان اور پہلی عید ہے تم اپنی امی کی طرف جانا چاہو تو چلی جانا۔ میری بھی یہی مرضی ہے آرام سے یہ ماہ وہاں گزارنا آخری عشرے میں ہم تمہیں لینے آئیں گے اور تم بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے بیٹا؟" اماں نے بغیر مجھ سے مشورے کہ اسے اپنی امی کی طرف جانے کی خوش خبری سنا دی تھی جبکہ میں اماں کی اس رعایت پر جزبز ہو رہا تھا۔

"جی اماں آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں لیکن شادی کے بعد میرا یہ پہلا رمضان ہے اور میں چاہتی ہوں کہ میں یہ آپ کے ساتھ اپنے گھر میں گزاروں یہاں کے سحر و افطار سے لطف اندوز ہوں وہاں تو اپنی زندگی کے بہت ماہ مبارک گزارے ہیں لیکن اس مرتبہ یہاں کا تجربہ میرے لیے نیا اور شاید خوشگوار بھی ہو۔" اس نے ایک نظر مجھ پر ڈالتے اماں کو اپنی سوچ سے آگاہ کیا۔

اماں بھی اس کی سمجھ داری اور بڑائی کی قائل ہوئی جا رہی تھیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ٹھیک ہے بیٹا جیسے تمہاری مرضی اور ہمیں تو بہت خوشی ہوگی کہ تم ہمارے ساتھ رمضان گزارو گی۔" شہوار کے اس فیصلے نے میرا دل بھی خوش کردیا کم از کم اب اسے میری پسند نا پسند کا میری خوشی و ناخوشی کا بغیر کہے ہی ادراک ہوجاتا تھا وہ میری مرضی کے سانچے میں ڈھل گئی تھی تو پھر اب میری خفگی و بے گانگی بھی بجا نہ تھی۔ میں اس کے دل سے ان تمام خدشات کو دور کر کے ماہ رمضان کی ابتدا کرنا چاہتا تھا۔ حقوق اللہ کی بہتر انداز میں ادائیگی سے پہلے حقوق العباد ادا کرنا چاہتا تھا اور اب مجھ پر سب سے زیادہ حق اس کا ہی تو تھا۔ آفس میں بیٹھے میں فیصلہ کر چکا تھا کہ اب اس کھیل کا کلائمکس کر ہی دینا چاہیے۔ واپسی پر میں نے ایک خوب صورت کارڈ اور خوب صورتی و نزاکت سے بنا گلدستہ لیا اور گھر کی جانب قدم بڑھائے۔

گھر واپسی پر غیر معمولی سناٹے نے میرا استقبال کیا۔ اماں اور علیزہ باہر کسی کام سے گئی ہوئی تھیں۔ آج ماہ رمضان کا چاند نظر آنے کی توقع تھی لہٰذا اماں آج سب کام نمٹا لینا چاہتی تھیں۔ شہوار کچن میں چائے تیار کر رہی تھی۔ میں سیدھا کمرے میں آیا اور سب چیزیں ایک طرف چھپا دیں۔ مبادا اس کی

KitabPK.Com

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

نظر نہ پڑجائے کچھ دیر بعد ہی وہ چائے کا کپ لیے حاضر تھی۔میں نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔سادگی و معصومیت سے بھرپور لیکن سوگوار حسن تھا وہ مجھ سے کچھ کہنے کی غرض سے پس و پیش تھی ہاتھوں کی انگلیاں چٹخاتے میری طرف دیکھتے وہ گویا ہوئی۔

"شہریار میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔" کافی دقت کے بعد وہ صرف اتنا ہی کہہ پائی۔

"ہاں کہو میں سن رہا ہوں۔"میری تمام تر توجہ اسی کی طرف تھی جس طرح وہ مجھے ستانے اور نظر انداز کرنے میں مجھ پر سبقت لے گئی تھی اسی طرح آج مجھے منانے میں بھی وہ مجھ پر بازی لے گئی۔

"شہریار مجھے معاف کردیں میں نے آپ کو بہت تنگ کیا۔آج مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں کیونکہ آپ کے اس رویے کی ذمہ دار میں خود ہوں۔آپ کی تمام توجہ اور

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

محبت کے باوجود میں آپ کو نظر انداز کرتی رہی۔میرے ہی اجتناب پر آپ کہیں اور انٹرسٹڈ ہوگئے' لیکن پھر بھی پلیز میرے ساتھ ایسا مت کریں میں تھک گئی ہوں آپ کی بے رخی برداشت کرتے کرتے۔اب مجھے اپنے رویے کا بخوبی احساس ہو رہا ہے۔" میرے قدموں میں بیٹھی زار و قطار روتی میری جانب سے عجیب خدشات کا شکار تھی۔وہ خود کو میری جانب سے غیر محفوظ محسوس کر رہی تھی۔تب ہی یوں بکھر گئی تھی۔اس کی اس حالت پر میں یکدم ہی بوکھلا گیا یہ حساس لڑکی اس بات پر اتنی پریشان و متفکر تھی کہ اپنا آپ بھول بیٹھی تھی۔اس کے آنسوؤں کو اپنی پوروں پر جذب کرتے میں نے اسے اپنے پہلو میں بٹھالیا۔میرے کچھ کہنے سے قبل وہ پھر شروع ہوگئی۔

"شہریار میں تو خود آپ سے دور ہو کر مضطرب و بے قرار تھی۔میں نے کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا اور اپنے مجازی خدا کا دل دکھا کر میں بھلا کیسے خوش رہ سکتی تھی لیکن میں مجبور تھی آپا کی بات کو بھی تو ٹال نہیں سکتی نا۔" آپا کے

KitabPK.Com

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

نام پر میں ایک دم چونک گیا کہ ہمارے اس قصے میں آپا کا کیا ذکر۔ اس پر شہوار نے میرے اور ابا کے درمیان ہونے والی اس دن کی بات دہراتے آپا کے سب بات سن لینے کا ذکر کیا۔

”انہوں نے ہی مجھے یہ سب کرنے کا کہا تھا کہ میں آپ کو نظر انداز کروں اور آپ کے ذہن سے ان غلط انکار و خیالات کو نکال سکوں۔ آپ کو بہتر انسان بنانے کی جو ذمہ داری اب تک آپا اور اماں سر انجام دے رہی تھیں وہ انہوں نے میرے کاندھوں پر ڈال دی۔ مگر ان سب کا اثر الٹا ہوگا مجھے نہیں پتا تھا۔ میں تو صرف آپا کا حکم مان رہی تھی۔“

شہوار سے تمام تفصیلات سن کر اس دن کا منظر میری نگاہوں میں گھوم گیا جب ابا نے مجھے ابتدا میں اپنی نصف بہتر کو قابو کرنے اور نظر انداز کرنے کا کہا تھا تاکہ وہ خود بخود میری جانب متوجہ ہو۔

”اف میرے خدا... آپا بھی نا...!“ میں اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ اس کے رونے میں مزید شدت آگئی تھی۔ میں اس کے آنسو اپنی پوروں پر چنتا رہا اور پھر اسے چھت پر لے آیا اسے شانوں سے تھامتے اپنے قریب کیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”اس معاملہ میں علی اور فارعہ بھابی نے جس طرح میرا ساتھ دیا اور میرے ہمسفر کو میرا ہم قدم بنایا میں ساری زندگی ان کو نہیں بھلا سکتا۔ اگر تم آپا کے ساتھ مل کر اپنے مجازی خدا کے خلاف محاذ جنگ کھول سکتی ہو تو میں بھی تمہیں سدھارنے کے لیے خاموش تو نہیں بیٹھ سکتا تھا نا‘ آخر کو تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔“ گہری نظریں اس پر مرکوز کرتے میں شرارتی ہوا اور اسے علی کے پلان سے آگاہ کیا۔

”آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں نا۔“ اس نے ایک مرتبہ پھر مجھ سے تصدیق چاہی۔

”یار اگر تم اسی طرح میرا خیال رکھو اور مجھے اپنی محبت سے نوازو تو کون اپنی حسین‘ مہہ جبیں‘ نازنیں بیگم سے ناراض ہوگا۔“ میں نے اپنے ہاتھوں میں چھپایا خوب صورت سا بکے اس کے سامنے کردیا۔ جسے میں اس کی خاطر ہی لایا تھا۔

”آج موسم ابر آلود ہے رمضان کا چاند نظر نہیں آئے گا۔“ آسمان پر نگاہ دوڑاتے اس نے میری توجہ بھی آسمان کی طرف مبذول کی۔

KitabPK.Com

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”لیکن مجھے تو میرا چاند آنگن میں اترا صاف نظر آرہا ہے۔“ اس کی تھوڑی پر انگلی رکھتے اس کا چاند سا مکھڑا اپنے سامنے کرتے میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شرم و حیا سے گل و گلنار ہوتی وہ رخ موڑ گئی۔ جبھی قریبی مسجد سے بلند آواز سنائی دی۔

”حضرات رمضان کا چاند نظر آگیا ہے‘ کل پہلا روزہ ہوگا تمام اہل اسلام کو یہ ماہِ مبارک بہت بہت مبارک ہو۔“ میں نے بھی اس کے کان میں سرگوشی کرتے ماہِ رمضان کے چاند کی مبارک باد دی۔

آسمان پر نگاہ ڈالی تو بادلوں کی جھرمٹ میں بالکل نازک سا چاند اپنی جھلک دکھا رہا تھا۔ہم دونوں نے چاند دیکھ کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اپنی خوشیوں کے دائمی اور ابدی ہونے کی دعا مانگی۔بے ساختہ نگاہیں ٹکرائیں اور ہماری ایک ہی دعا ہونے پر ہم دونوں ہی مسکرادیے اور ہمارے اس ملن پر ماہ رمضان کا چاند بھی ہم پر مسکراتے اور ہم سے شرماتے رخصت ہو گیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ختم شد

KitabPK.ComKitabPK.Com